Hafiz Ubaid Ullah Sb 1

by Salman ahmed

Submission date: 16-May-2018 10:03AM (UTC+0500)
Submission ID: 952604546
File name: Muf ti_Haf iz_Ubaid_Ullah.docx (26.51K)
Word count: 3454
Character count: 15484

مکی و مدنی دورِ رسالت کے عدالتی نظام کا موازنہ

اسسٹنٹ پروفیسر حافظ عبید اللہ

Abstract

Judiciary is the back bone of any society and [redacted] Pillars [redacted] State. [redacted] entire system [redacted] world [redacted] Justice and balance; as Allah almighty says in The holy book Quran. وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ۔ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ The following Verses connotes the scope and significance of the justice and without it there won't be any uniformity and smooth order in the universe and the same importance was Completely implemented [redacted] Period [redacted] holy [redacted] and This Period

consists of Makki and Madani period. These splendid periods are the complete code Of conduct for the entire world. The comparison of the following era provide the solution Complicated problems of the justice in the modern times.

کسی بھی معاشرتی تنظیم کی بقا و ارتقا کا ضامن عدلیہ ہوتا ہے جو دنیا کی اقوام میں اپنے اپنے طور پر قائم رہاہے۔ عرب قبائل میں بھی عدلیہ کا ادارہ قائم تھا۔ جو لوگوں کے باہمی تنازعات کا فیصلہ کرکے معاشرے میں توازن برقرار رکھنے کا کام کرتا تھا مکی و مدنی دور کی عدلیہ کا موازنہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے قبل از اسلام عدلیہ کے کردار کا مکہ و مدینہ میں جائزہ لیا جائے، تاکہ درست سمت میں مطلوب [redacted] ممکن ہوسکے۔

قبل از اسلام مکہ [redacted]:

قبل از اسلام کے دور کا اگر جائزہ لیا جائے تو بنیادی طور پر عرب معاشرہ ایک قبائلی معاشرہ تھا۔ جس میں کوئی باقاعدہ منظم حکومت نہ تھی اور نہ ہی کوئی بادشاہ موجو[redacted] کرتا۔ عدلیہ کے شعبہ کے لئے بھی کوئی باضابطہ نظام نہ تھا۔ بلکہ اہل مکہ اپنے تنازعا[redacted] کے تصفیے کے لئے کسی قبائلی رہنما یا کاہن اور صاحب اصابت رائے رکھنے والے کی طرف رجوع کرتے تھے۔

قبل از اسلام کے عد[redacted]فیسر رفیع اللہ شہا[redacted]پنی کتاب میں بیا[redacted] کرتے ہیں :

''سردار کے علاوہ ہر قبیلے کا ایک قاضی بھی ہوتھا جسے وہ حکم کہتے تھے۔ وہ قبیلے کے مختلف افراد کے باہمی جھگڑوں کا فیصلہ قبیلے کے رسم و رواج اور اپنے تجربات کے مطابق کرتا تھا۔ چنانچہ کتاب الاغان میں زمانہ جاہلیت کی مشہور شخصیت اکثم بن صیفی کے متعلق لکھا کہ وہ بھی ایک ایسے ہی قاضی تھے، زمانہ جاہلیت کے عرب، اس کی سمجھ کے مقابلے میں کسی کی سمجھ کو اور اس کے فیصلے کے مقابلے میں کسی کے فیصلے کو اہمیت نہیں دیتے تھے۔

عربی ادب کی کتاب میں تلاش کرنے سے ہمیں نظر آتا ہے کہ زمانہ جاہلیت کے عرب کبھی تو اپنے تنازعات کے فیصلوں کے لیے قبیلے کے سردار کے پاس جاتے تھے، اور کبھی اس مقصد کے لئے کاہن کا دروازہ کھٹکاتے تھے۔ بعض اوقات وہ ایسے شخص سے بھی اپنے تنازعات کے فیصلے کے لئے درخواست کرتے تھے جو عمدگی رائے اور اصابت رائے میں ان کے ہاں مشہور ہو جاتا تھا۔

ان تینوں ہستیوں یعنی سردار قبیلہ، کاہن اور اصابت رائے والے شخص میں سے ہر ایک خصوصیت کے ساتھ کس کس قسم کے معاملات میں فیصلے دیتا تھا، اس کے لئے فاصل حدود مقرر کرنا

نہایت ہی دشوار ہے بلکہ ہمیں تو اس امر میں بھی شک ہے کہ ایسی کوئی فاصل حدود موجود بھی تھیں یا نہیں۔ بس مختلف لوگ اپنے اپنے مزاج کے قاضیوں کے پاس اپنے مقدمات لے جاتے تھے۔

یہ قاضی یا حکم کسی مدون قانون یا مقررہ قواعدو ضوابط کے مطابق فیصلے نہیں کرتے تھے، بلکہ وہ اپنے فیصلوں میں قبائل کے عرف اور رسم و رواج ہی کی طرف رجوع کرتے، جو کبھی تو تجربت پر مبنی ہوتے تھے، اور کبھی ان کے اپنے اعتقادات پر، بعض اوقات یہ فیصلے ان احکامات پر مبنی ہوتے تھے ، جو یہودی مذہب کے ان تک پہنچ گئے تھے۔ اس جاہلی قانون کا جو عرف اور رسم ورواج پر مبنی ہوتا تھا۔ کوئی معاوضہ مقرر نہیں تھا۔ تنازعے کے فریقین اس امر پر مجبور نہیں تھے کہ وہ فیصلے کے لئے ضرور کسی قاضی یا حکم کے پاس جائیں اور اس کے فیصلے کو لازما تسلیم کریں۔ اگر وہ فیصلے کے لئے کسی کے پاس جاتے تھے تو یہ ان کی اپنی مرضی پر منحصر تھا۔ قانونی طور پر یا رسما وہ اس کے لئے مجبور نہیں تھے۔ پھر جب فیصلہ صادر ہو جاتا تو فریقین کا جی چاہتا تو اسے تسلیم کرلیتے ، جی نہ چاہتا تو تسلیم نہ کرنے پر انہیں سارے قبیلے کی ناراضگی ضرور مول لینا پڑتی تھی۔ (۱)

مذکورہ بالا اقتباس سے قبل از اسلام عرب میں عدلیہ کے بنیادی خدوخال کا پتہ چلتا ہے ۔ اس کی نوعیت اور طریقہ کار (مکینزم) پر روشنی پڑتی ہے۔ قبل از اسلام عرب میں عدلیہ اپنے معروضی حالات کے تقاضوں کے مطابق سرگرم تھی۔ عدلیہ کا جائزہ اس مقصد کے لئے پیش کیا گیاتاکہ مکی و مدنی دور میں عدلیہ کے نظام کا بہتر طور پر سمجھا جاسکے۔ اور اسلامی عدلیہ پر اس دور کی عدلیہ کے اثرات کے پیش نظر مکی و مدنی دور کی عدلیہ کا درست خطوط پر موازنہ پیش کیا جاسکے گا۔

مکی دور رسالت میں نازل ہونے والے عدالتی احکام کا اساسی تصور(نظری پہلو)

مکی و مدنی دور رسالت کی عدلیہ کے نظام کو بہتر طور پر بنیادی ماخذ (قرآن) ہی سے سمجھا جاسکتا ہے ۔ ان ادوار کا موازنہ عدلیہ کے ضمن میں نازل ہونے والے بنیادی و اساسی تعلیمات کے تناظر میں پیش کیا جائے گا۔

ذیل میں مکی دور رسالت میں نازل ہونے والی عدالتی امور سے متعلق آیات پیش کی جارہی ہیں جن سے مکی دور رسالت میں عدالتی امور کے موازنہ میں مدد ملے گی اور مکی دور رسالت میں عدالتی امور میں نازل ہونے والے احکام کا بطور عبوری و ساسی اور پھر مدینہ میں اس کے عملی نفاذ اور باقاعدہ اس پر تشکیل پانے والی عدلیہ کا جائزہ لینے اور اس کی درست نوعیت جاننے میں مدد ملے گی۔

''وَالسَّمَآ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَان۔ اَلَّا تَطْغَوْا فِىْ الْمِيْزَان۔ وَاَقِيْمُوْا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوْا الْمِيْزَان۔(۲)

اسی نے آسمان بلند کیا اور اس نے ترازو رکھی۔ تاکہ تم تولنے میں تجاوز نہ کرو۔ انصاف کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھو اور تول میں کم نہ دو۔

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

'' اِنَّ اللہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُم لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ(۳)

اللہ تعالیٰ عدل کا ، بھلائی کا اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کے کاموں، ناشائستہ حرکتوں اور ظلم و زیادتی سے روکتا ہے ، وہ خود تمہیں نصیحتیں کررہا ہے کہ تم نصیحت حاصل کرو۔

'' وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اَلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّہٗ وَاَوْفُوْا الْکَیْلَ وَالْمِیْزَ انَ بِالْقِسْطِ لَانُکَلِّفُ اِلَّا وُسْعَھَا وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ کَانَ ذَا قُرْبٰی وَبِعَھْدِ اللہِ اَوْفُوْا ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِہٖ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ''(۴)

اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاو مگر ایسے طریقے سے جو کہ مستحسن ہے یہاں تک کہ وہ اپنے سن رشد کو پہنچ جائے اور ناپ تول پوری پوری کر انصاف کے ساتھ ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور جب تم بات کرو تو انصاف کرو، گو وہ شخص قرابتدار ہی ہو اور اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا اس کو پورا کرو، ان کا اللہ تعالیٰ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے۔''

'' قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ -------- ''(۵)

آپ کہہ دیجیے کہ میرے رب نے حکم دیا ہے انصاف کا۔

" وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ فَاِذَا جَآ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ------"(٦)

اور ہر امت کے لئے ایک رسول ہے ، سو جب ان کا وہ رسول آچکتا ہے ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کیا جاتا ہے ، اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا۔

" وَلَا تَقْتُلُوْا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللهُ اِلَّا بِالْحَقِ وَمَنْ [redacted] لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا [redacted] اِنَّهٗ [redacted] (٧)

اور کسی جان کو جس کا مارنا اللہ نے حرام کر دیا ہے ہر گز نا حق قتل نہ کرنا اور جو شخص مظلوم ہونے کی صورت میں مارڈالا جائے ہم نے اس کے وارث کو طاقت دے رکھی ہے پس اسے چاہیے کہ مار ڈالنے میں زیادتی نہ کرے بے شک وہ مدد کیا گیا ہے۔''

مذکورہ بالا مکی دور میں نازل ہونے والے عدالتی احکا[redacted]ت کی نوعیت کی وضاحت ہوتے ہے ۔ مکی دور میں نازل ہونے والی آیات اساسی نوعیت کی حامل آیا[redacted] مبادی) طے پاتے ہیں۔ ان آیات سے آزاد و باوقار عدلیہ کا اساسی ڈھانچہ تشکیل پاتا ہے۔ انہی اصولوں کے پیش نظر مکی دور میں پیش آنے والے تنازعات کا تصفیہ اور اس اساسی قانون کی تشریحات رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں۔

آزاد عدلیہ کا تصور:

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى

عدلیہ حکومت کا اہم ترین شعبہ ہے کسی بھی حکومت میں عدلیہ کو ممتاز حیثیت حاصل ہوئی ہے۔ یہ قانون کی تشریح کرتی ہے اور قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سزادیتی ہے۔ اگر عدلیہ اپنے فرائض صحیح طور پر انجام نہ دے تو معاشرے کا تمام نظام درہم برہم ہوجائے۔ لیکن عدلیہ اپنے فرائض سے اسی صورت میں صحیح طور پر عہدہ برآں ہوسکتی ہے اگر وہ کسی بھی قسم کے دباو سے آزاد ہو۔

موجودہ دور میں مہذب و متمدن عدلیہ آزاد عدلیہ کو ہی کہا جاتا ہے عدلیہ کے قیام کی اولین شرط آزادی ہے جس ریاست کی عدلیہ آزاد ہوتی ہے وہاں لوگوں کے حقوق محفوظ ہوتے ہیں مکی دور میں نازل ہونے والی مذکورہ آیت میں عدلیہ کی اسی آزادی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو کہ عدلیہ کے لئے اساسی حیثیت کی حامل اصول ہے۔ اور اس کے بغیر عدلیہ کے قیام اور پھر اس کے تقاضوں کا حصول ممکن نہیں ہے۔ عدلیہ کی آزادی کا یہ اساسی اصول مکی دور ہی میں نازل ہوا اور عدلیہ کا ابتدائی خاکہ مکی دور رسالت ہی میں تشکیل پایا۔

اسلامی عدلیہ کے فرائض کا مکی دور رسالت میں تصور کا اجمالی جائزہ:

عدلیہ کے اولین فرائض سے عدل و انصاف کا قیام ، حقوق کا تحفظ جیسے حق زندگی، تحفظ مال وغیرہ ان جملہ فرائض کے اساسی اصول و ضوابط جن کی بنا پر پورے اسلامی عدلیہ کا ڈھانچہ تشکیل پانا تھا مکی عہد میں طے پاگئے ۔

قانون سازی :

'' وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُوْلٌ فَاِذَا جَآ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ

اسلامی عدلیہ کا ایک فریضہ قانون شرعی کے واضح نہ ہونے کی صورت میں قانو[redacted] جائے جس کے متعلق شریعت خاموش ہو تو قاضی (جج) [redacted] کو کام میں [redacted]سلامی احکامات کی پوری روح کو اپنے سامنے رکھ کر قانون سازی کرتا ہے۔ حدود کے علاوہ تعزیرات قاضی کی ایما پر ہوتے ہیں۔ اسلامی عدلیہ کے اس اہم فریضہ کی طرف مکی دور میں نازل ہونے والی مذکورہ بالا آیت کے ذریعے اشارہ ملتا ہے۔

آئین شرعی (قانون وحدیث ، اجماع و قیاس) کی محافظ:

وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ

مذکورہ بالا آیت قرآنی آئین شرعی سے بغاوت کرنے والوں کے لئے ایک اصولی حکم موجود ہے .جو اسی عدلیہ ہی کے ضمن میں نازل ہوا ہے۔ اسی طرح عدلیہ آئین شرعی کی تشریح کرتے ہے۔ اور مختلف اداروں کے باہمی فرائض و حقوق کو قانون شرعی کے دائرہ میں لاتی ہے۔ یہ اساسی و اصولی حکم بھی مکی دور میں نازل ہوا جو شرعی عدلیہ کے طریق کار اور ڈھانچہ کی مکمل وضاحت کرتا ہے۔

ان احکامات کا مقصد اسلامی جماعت کی تنظیمی تربیت تھی۔ اور ان کو اس جماعت کو اس قابل بنانا تھا کہ وہ اسلامی عمارت (ریاست) کے بنیادی لوازمات اور اصولوں سے آشنا ہو کر مستقبل میں اعلیٰ تنظیمی صلاحیتوں سے بھر پور فائدہ اٹھا کر اسلامی مشن کی تکمیل کر سکے جو ''تکمیل دین'' کا غماض ہو۔ پھر یہ حقیقی ماڈل تاقیامت آنے والی نسلوں کے لئے رہنمائی بن سکے۔

اسی بنا پر مکی دور میں اسلامی معاشرہ کی تنظیم سازی کے لئے احکامات کا نزول ہوتا رہا جیسا کہ اوپر بتایا گیا کہ اس سے مقصود اہل ایمان کی تنظیمی تربیت تھی تاکہ وہ مدینہ میں قائم ہونے والی خلافت الٰہی کو چلانے کے اہل ہوسکتیں۔ مکی دور میں فکری بنیادوں پر اسلامی جماعت کی تربیت کی گئی۔

مدنی دور رسالت میں عدلیہ کی تنظیمی تشکیل وتاسیس (بالفعل):

مدنی دور اسلام کے عروج و غلبے کا دور ہے۔ مدینہ میں اسلام کے تنظیمی امور کے عملی نفاذ کے لیے ساز گار فضا میسر آگئی تھی۔ مکی دور میں عقائد و عبادات کی آیات کے نزول کے ساتھ ساتھ انتظامی و قانونی امور کے لئے بھی ابتدائی نوعیت کی نظری آیات کا نزول ہوتا رہا۔ جس کا مقصد صحابہ کرام کی فکری تربیت تھی۔ جبکہ اس کے برعکس مدینہ کی شکل میں اہل ایمان کو ایک اسلامی حکومت میسر آگئی۔ جس کے منتظم خود آپ ﷺ کی ذات اقدس تھی۔

مدنی دور میں عدلیہ کی سرکاری سطح پر تنظیمی تشکیل ہوئی اور بالفعل عدلیہ کے شعبے کا قیام عمل میں لایا گیا۔ قضاۃ کا تقرر ہوا اور اسلامی ریاست کی وسعت کے پیش نظر ہر علاقے کے لئے علیحدہ علیحدہ قاضیوں کا تقرر ان کی علمی فضیلت اور مجتہدانہ بصیرت کے پیش نظر کیا گیا۔ جن فکری بنیادوں کی طرف مکی دور میں اشارہ کیا گیا اور عدلیہ کے لئے جن اساسی احکام کا نزول ہوا انہی خطوط پر مدینہ میں عدلیہ کے شعبہ کا قیام عمل میں آیا۔ عدلیہ کے لیے باقاعدہ طور پر احکام کا نزول مدینہ میں مزید صراحت اور عملی نفاذ کے حوالے سے ہوا۔چنانچہ اللہ تعالیٰ عدالتی احکام کے ضمن میں قرآن حکیم میں فرماتے ہیں:

”وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَی الْاُخْرٰی فَقَاتِلُوْا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ۔“(۸)

اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں میل
ملاپ کرادیا کرو پھر اگر ان دونوں میں سے ایک جماعت دوسری پر
زیادتی کرے تو تم (سب) اس گروہ سے جو زیادتی کرتے ہے لڑو۔
یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ اگر لوٹ آئے تو
پھر عدل کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف کرو بے شک اللہ تعالیٰ
انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے ۔ ''

مذکورہ بالا آیت میں مکی دور میں نازل ہونے والی آیت کے برعکس اسلامی عدلیہ کے مکمل اختیار کی وضاحت ہوتی ہے اور عدلیہ کے پورے تنظیمی ڈھانچہ اور مکینزم پر روشنی پڑتی ہے ۔ اسلامی عدلیہ جو کہ حکومت الٰہیہ کا ایک اہم شعبہ ہے کو مکمل طور پر اختیار ہونا چاہیے۔ اس آیت سے اس دور میں قائم عدلیہ کے واضح راہنمائی موجود ہے کہ عدلیہ کا کام لوگوں کے باہمی تنازعات کا تصفیہ کر کے امن کو یقینی بنانا ہے اگر پھر بھی وہ گروہ باز نہ آئے تو ایسی صورت میں اسلامی حکومت کا انتظامی شعبہ پوری قوت سے باغی گروہ و اس کی فساد انگیزی سے روکنے کے لئے قتال کرے گا۔

مکی دور میں اس قسم کی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی کیونکہ مکی دور میں اسلامی جماعت کمزور تھی اور ان کے پاس باقاعدہ ریاست کی قوت موجود نہ تھی جس سے وہ احکامات الٰہی کا نفاذ کرتے ۔عدلیہ کے ضمن میں علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب میں ان الفاظ میں روشنی ڈالتے ہیں۔

''آپﷺ کے عہد مبارک میں عہدہ قضاۃ قائم ہو چکا تھااور حضرت علیؓ
اور حضرت معاذؓبن جبل کو آپ [illegible] یمن کا قاضی مقرر فرما کے
بھیجا تھا۔ تاہم مدینہ [illegible] اس کے حوالی و مضافات کے تمام مقدمات کا

[redacted] خود فیصلہ فرماتے تھے اس کے لئے کسی قسم کی روک ٹوک اور
پابندی نہ تھی۔ امام بخاری ایک خاص باب باندھا ہے جس کا عنوان یہ
ہے ۔''(۹)

باب ما ذکر ان النبی ﷺ یکن لہ بواب یعنی آنحضرت [redacted] کے دروازے پر کوئی دربا[redacted] بنا پر گھر کے اند[redacted]سکون کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتے تھے، عورتو[redacted] کے معاملات عموما زنان خانہ ہی میں پیش ہوتے تھے۔ احادیث کی کتابوں میں آپ [redacted] کے فیصلوں کا [redacted]تنا ذخیرہ موجو[redacted]کر ان کا [redacted] ہوجائے۔ عموما احادیث کی کتاب البیوع میں دیوانی کے مقدمات اور کتاب القصاص والدیات وغیرہ میں فوجداری کے مقدمات مذکور ہیں۔''

مذکورہ بالا عبارت سے مدینہ میں قائم عدالتی شعبہ اور اس کے طریق کار روشنی پڑتی ہے۔ جس سے مکی و مدنی دور کی عدلیہ کا واضح خاکہ سامنے آجاتا ہے ، اسلامی عدلیہ کے تمام بنیادی خدو خال واضح ہو جاتے ہیں، مدنی دور میں حکومتی اداروں کے قیام اور ان کے ذریعے قوانین کے نفاذ کے تمام عملی پہلو واضح ہو جاتے ہیں جو کہ اسلامی نظام کے لیے واجب الاتباع ہیں۔

انسان کامل ﷺ کے مصنف ڈاکٹر خالد علوی اپنی کتاب میں اسلامی عدلیہ کی وضاحت کرتے ہوئے فوجداری نوعیت کے مقدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطرز ہیں۔

''اگرچہ قرآن مجید میں تمام جرائم گنوائے گئے ہیں اور ہر جرم کی سزا متعین کی گئی ہے تاہم رسول اکرم ﷺ نے فوجداری قانون کے ایسے اصول متعین کیے ہیں جو قانون کی تاریخ و ادب میں نہایت قیمتی اثاثہ ہیں۔ مثلا: ا۔ اگر کسی حاملہ عورت کے خلاف جس کے رحم

میں بچہ سزا صادر ہو تو سزا کی تعمیل میں اس وقت تک تاخیر کی جائے ، تمام ملکوں میں یہ قانون آج بھی رائج ہے۔۲۔ آپ ﷺ نے ایسے مقدمات میں سمجھوتے کی اجازت نہیں دی جن کے بارے میں جرم کی سزا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کی گئی ہو۔ ایک مرد نے ایک عورت سے بدکاری کی اور اسے تاوان ادا کر دیا ۔ [redacted] [redacted] نے تاوان واپس کرنے کے لیے حکم دیا [redacted] مرد کو مقرر سزا دی گئی۔۳۔ آپ ﷺ نے بیوی کو یہ اجازت دی کہ وہ اپنے خاوند کی جیب میں سے اس کی اجازت کے بغیر اتنی رقم نکال لے جو گھر کے اخراجات پورے کرنے کے لئے ضروری ہو اسے چوری تصور نہیں کیا ۔ ۴۔ آپ ﷺ نے فوجداری مقدمات میں پیش آنے والی سفارشات کی مذمت کی اور فرمایا کہ جو بھی شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقررہ سزاوں میں ذرا نرمی برتنے کی سفارش کرتا ہے وہ گویا اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتا ہے۔''(۱۰)

مذکورہ بالا اقتباس سے مدنی دور میں عدلیہ کی انتظامی تشکیل و تنظیم پر روشنی پڑتی ہے اور اس کی نوعیت کی وضاحت ہوتی ہے اور مکی دور میں تمام اصولی وکلی احکام کی واضح جھلک اس دور میں نظر آتی ہے ۔ جس میں فکری بنیادوں پر عدلیہ کی تنظیم سازی ہوئی۔ نیز اس اقتباس سے نبی کریم ﷺ کی بطور قاضی مقدمات کے فیصلوں کے لئے ذاتی اجتہاد پر بھی روشنی پڑتی ہے ۔ جو کہ ایک قاضی کی لازمی خصوصیت ہے۔ تعزیری قوانین کا اجرا بھی اسی دور میں ہوا جس میں آپ ﷺ اور صحابہ کرام کا اجتہاد بھی شامل ہے ۔

مکی و مدنی دور رسالت میں عدلیہ کا موازنہ :

۱۔ مکی دور رسالت میں عدلیہ کے اساسی اصولوں کا نزول سے مقصود صحابہ کرام کی صلاحیتوں کو کام میں لا کر قائم ہونے والی عدلیہ کو چلانے کے قابل نہ بنانا تھا۔	جبکہ مدنی دور میں عدلیہ کا باقاعدہ آغازہوا اور اس ادارے کے قیام کے لئے قانون سازی ہوئی ۔
۲۔مکی دور میں عدالتی قوانین و احکامات کے نزول بنیادوں سے مقصود صحابہ کرام کی صلاحیتوں کو کام میں لا کر قائم ہونے والی عدلیہ کو چلانے کے قابل بنانا تھا۔	جبکہ مدنی دور میں مکی دور کی فکری پر عدلیہ کاقیام عمل میں آیا اور حدود وتعزیرات کا مختلف مقدمات میں اجرا ہوا۔
۳۔ مکی دور میں قضاۃ کا کوئی عہد باقاعدہ طور پر موجود نہ تھا۔	جبکہ مدنی دور میں قاضیوں کا تقرر ہوا اور قضاۃ کے لئے شرائط مقرر ہوئیں۔ اور اسلامی ریاست کی وسعت کے پیش نظر مختلف علاقوں کے لئے قضاۃ کے عہدوں پر تقرریاں ہوئیں۔

خلاصہ بحث

عدلیہ کے شعبے میں آگے کی پیش رفت اور عدالتی امور میں پیچیدگیوں کے پیش نظر مکی و مدنی ادوار کا موازنہ عدالتی مسائل کے حل میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان ادوار کے دقیق اور عمیق تجزیے و موازنے سے نہ صرف عدالتی امور اور عدلیہ کے ڈھانچے کو اسلامی اصولوں کی روح کے عین مطابق تشکیل دیا جا سکے گا بلکہ معاشرے میں عدلیہ کے شعبے کے بگاڑ کے باعث رونما فساد سے بھی نجات مل سکے گی۔

حوالہ جات

۱۔ شہاب، رفیع اللہ (پروفیسر)، اسلامی ریاست کا عدالتی نظام، (لاہور: قانونی کتب خانہ ۱۹۹۸) ص ۱۸تا ۲۰

۲۔ الرحمن (۵۵): ۹-۷

۳۔النحل (۱۶): ۹۰

۴۔ الانعام (٦) : ۱۵۲

۵۔ الاعراف (۷) : ۲۹

٦۔ یونس (۱۰): ۴۷

۷۔ بنی اسرائیل (۱۷) : ۳۳

۸۔ الحجرات (۴۹): ۹

۹۔ شبلی نعمانی (علامہ)، سیرۃ النبی ﷺ، (لاہور: مکتبہ مدنیہ، ۱۹۹۹) ج ۲، ص ۴۱

۱۰۔ علوی، خالد (ڈاکٹر)، انسان کامل، (لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب ۲۰۰۱)۔ ص ۴۶۷۔

Hafiz Ubaid Ullah Sb 1

ORIGINALITY REPORT

6%	1%	2%	4%
SIMILARITY INDEX	INTERNET SOURCES	PUBLICATIONS	STUDENT PAPERS

PRIMARY SOURCES

1	Submitted to Higher Education Commission Pakistan Student Paper	3%
2	"Interview with Chadli Bendjedid the former president of Algeria and its historical significance", , 2009. Publication	2%
3	www.isguvenligivecalisansagligidergisi.com Internet Source	1%
4	Submitted to Al Falah University Student Paper	1%
5	"Abstracts in Spanish, French, Chinese, Arabic, and Russian", Comparative Education Review, 2014. Publication	<1%

Exclude quotes	Of f	Exclude matches	Of f
Exclude bibliography	Of f		